WWW.PAKSOCIETY.COM

یہ تیری چاہ ہے

میمونہ صدف

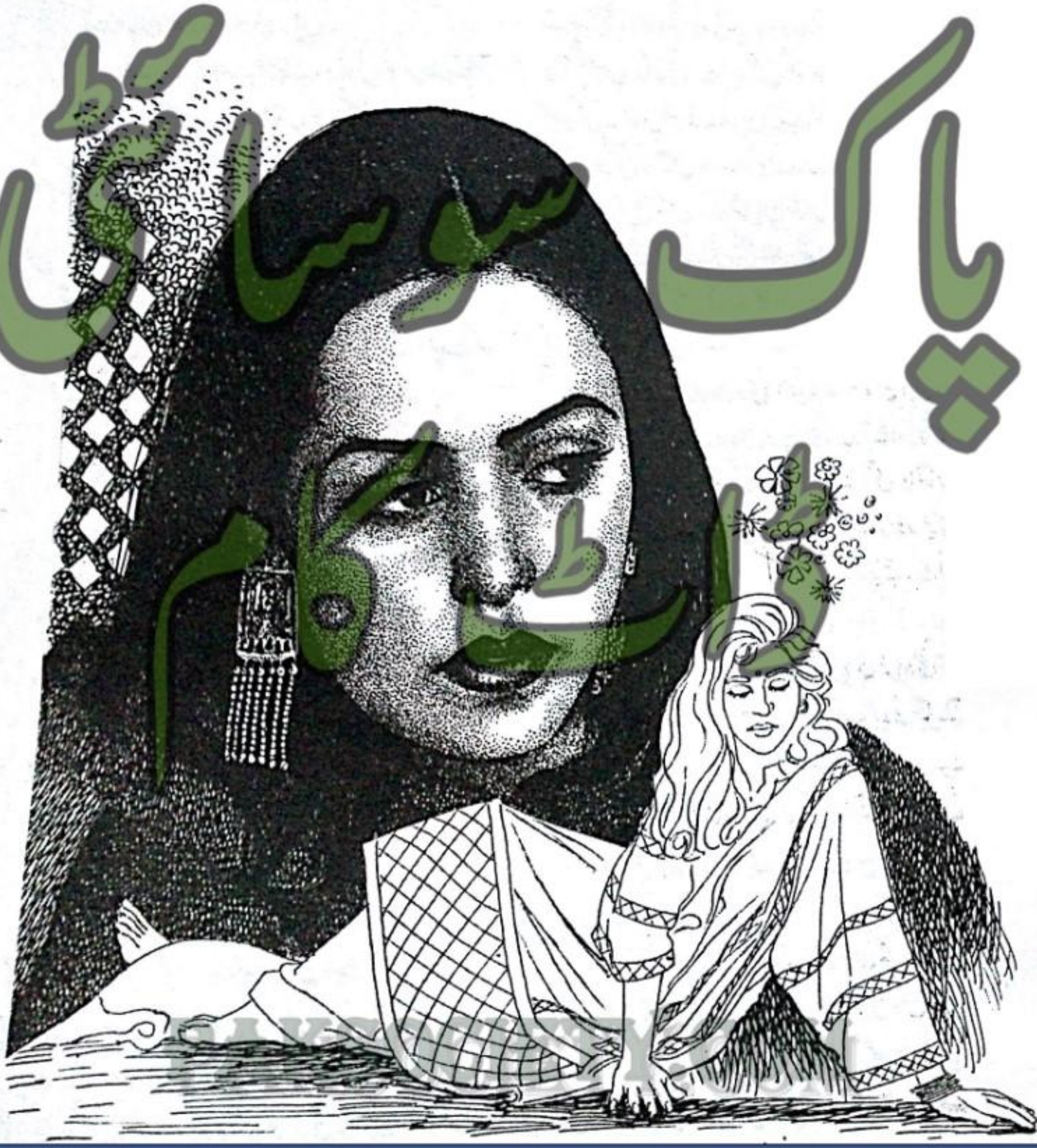

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ دلہن بنی بیٹھی تھی اور اس پر رج کر روپ آیا تھا..... خاندان بھر کی عورتیں صدقے واری جاتی رہیں۔ لڑکیاں، بالیاں اس کی قسمت پر رشک کر رہی تھیں۔

''ہائے رخشی کیسی قسمت والی ہے..... اتنا سوہنا دولہا ہے کہ بس.....'' اور اس بس پر اس کی بس ہونے لگی۔

''بڑے نصیبوں والی ہے بھئی.....'' اور اس کا دل دہاڑیں مار مار کر رونے لگا کیسے نصیب.....؟ اور

یہ تیری راہ

میمونہ صدف

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پھر اماں کو زخمی نظروں سے دیکھنے لگی..... کیا خبر عین وقت پر انہیں اس کی بھولی صورت پر رحم آجائے اور وہ منع کردیں..... مگر اماں اس کی نظروں، آنسوؤں کو شروع دن سے اب تک نظر انداز ہی کرتی آئی تھیں۔

''ہائے اماں، کیوں کیا میرے ساتھ ایسا؟ اب بھی وقت ہے روک لیں مجھے۔'' دل دہائیاں دینے لگا۔

اور اماں تھیں کہ بنی ٹھنی خوش باش سی مہمانوں کے درمیان اندر باہر ہوتی رہیں۔

وقتِ نکاح جب ایجاب وقبول کا مرحلہ آیا تو بھی وہ کن انکھیوں سے اماں کو دیکھتی رہی۔ کیا خبر اماں آخری مرحلے پر منع کردیں..... مگر وہ تھیں کہ مطمئن سی کھڑی اس کے جواب کی منتظر تھیں۔

نکاح نامے پر دستخط کے ساتھ ہی مبارک باد کا شور اٹھا..... مامیاں، چاچیاں، خالائیں، پھوپیاں..... سبھی بڑی بوڑھیاں اور لڑکیاں بالیاں لپک، لپک کر اسے گلے لگاتیں اور چوم کر آگے بڑھ جاتیں۔

''آہ اماں کس جنم کا بدلہ لیا ہے مجھ سے..... ڈائن بھی یہ نہ کرتی ہوگی جو آپ نے اپنی اولاد کے ساتھ کیا۔'' وہ چپکے، چپکے آنسو بہاتی رہی۔ رخصت ہو کر جب سسرال کی دہلیز پار کی تو گھونگٹ تلے ہی چور نگاہوں سے اِدھر اُدھر کا جائزہ لینے لگی..... گھر یا ماحول دیکھنا مقصود نہ تھا وہ تو اسے دیکھنے کی خواہشمند تھی۔

''کہاں ہے وہ؟'' نظروں ہی نظروں میں پورا گھر چھان ڈالا مگر بے سود..... اسے نہ ملنا تھا سو نہ ملی۔

☆☆☆

رخشندہ جبیں اپنے چار بھائیوں میں سب سے چھوٹی اور اکلوتی تھی۔ بھائیوں نے ہمیشہ سے ہتھیلی کا چھالا بنا کر رکھا..... البتہ اماں ہمیشہ کھینچ کر رکھتی تھیں۔ تربیت کے معاملے میں اماں کسی قسم کے سمجھوتے کی قائل نہیں تھیں..... اور وہ بھی تو لڑکی ذات..... مگر بھائیوں کی شہ پر وہ اکثر فائدہ اٹھالیتی۔

''مت بگاڑو سے..... اگلے گھر جا کر یہی حرکات رہیں تو آٹھ، آٹھ آنسو روئے گی۔'' اماں لتاڑتیں۔

''آٹھ، آٹھ آنسو کیسے اماں..... کوئی اسے ایک آنسو بھی رُلا نہیں سکتا۔'' رخشی سے بڑا رضوان بڑے مان سے کہتا تو اماں سر پکڑ کر رہ جاتیں۔

''سدھر جا رخشی..... بچی نہیں رہی تو.....''

''ارے اماں بچی ہی ہے ناں.....'' بھائی کی شہ پر رخشی اٹھلاتی ہوئی یہ جا وہ جا..... اماں بھائیوں کو آنکھیں دکھاتی رہ جاتیں مگر وہاں کسی کو پروا نہیں تھی۔ اماں صرف سر ہی پیٹ سکتی تھیں، وہ بھی اپنا..... رخشی کا نہیں..... بہتیرے رشتے آئے مگر کوئی بھی انہیں اپنی بہن کے شایانِ شان نہ لگتا..... وہ ہر دوسرے رشتے میں، مین میخ نکالنے۔

''شہزادہ نہیں آئے گا اسے بیاہنے۔'' اماں کھول کر رہ جاتیں۔

''شہزادی ہے ہماری بہن..... سو شہزادہ ہی ڈھونڈیں گے۔'' بڑے مان سے جواب آتا اور رخشی بیگم ہواؤں میں اڑنے لگتیں۔ دماغ تھا کہ ساتویں آسمان سے اترنے کا نام ہی نہ لیتا تھا اور پھر انہی ڈھیر سارے رشتوں میں عزیز کمال کا رشتہ آیا۔ اچھا خوبرو نوجوان، پڑھا لکھا، پکی نوکری، اچھی تنخواہ اور سب سے بڑھ کر اکلوتا بیٹا..... ساری جائداد کا تنہا مالک، ہاں ایک بہن تھی چھوٹی جس کی کبھی نہ کبھی تو شادی ہو ہی جانا تھی..... اسے ہر لحاظ سے موزوں لگا۔ اماں الگ خوش تھیں اور بھائی سب کے سب مطمئن سو وہ بھی سمجھ بیٹھی کہ بھائیوں نے سچ مچ شہزادہ ہی چنا ہے۔

''بڑے شریف لوگ ہیں۔'' بڑا بھائی عدنان تو یہی کہتا پھرتا تھا اور سب تائید اً سر ہلاتے۔

''لڑکا ہر لحاظ سے بہترین ہے۔'' چھوٹا عثمان بھی خوش تھا۔ سو باقی سب بھی خوش.....

اور جب سب خوش تھے تو وہ کیوں نہ ہوتی..... اتنا اچھا رشتہ تو نصیبوں والیوں کو ملتا ہے۔ سو وہ خود کو نصیب والی گردانے لگی۔

''اماں اس کی بہن ابھی تک کیوں نہیں آئی.....؟ ایک بھائی ہے اس کا..... اسے کوئی ارمان نہیں ہے بھابی کا۔'' ایک روز یونہی برسبیلِ تذکرہ اس کے منہ سے نکل گیا..... اماں تھوڑا چونکیں پھر سرسری سا جواب دے ڈالا۔

''ہاں، نہیں آئی تو نہیں آئی..... اس میں بھلا کیا حرج ہے؟ اور اپنے، اپنے خاندان کے طور طریقے ہوتے ہیں..... کنواری لڑکیوں کا یوں شادی بیاہ کے معاملات میں بولنا یا دخل دینا پسند نہیں کیا جاتا۔''

''پھر بھی اماں.....''

اماں آگے سے خاموش رہتیں تو وہ بھی منہ پھلا کر خاموش ہو جاتی پھر عزیز کمال کی اماں کتنی بار ہی آئی گئیں..... اماں اور بھائیوں کا بھی آنا جانا ہوا..... شادی کی تیاریاں بھی شروع ہوگئیں مگر وہ (بہن) نہ تو کبھی آئی اور نہ ہی اس کا تذکرہ ہوا۔

''کیسی ہے وہ اماں؟ پیاری سی ہے یا یوں ہی..... کس جماعت میں پڑھتی ہے..... دکھنے میں کیسی ہے؟'' وہ ان گنت سوالات کرتی اور اماں کسی ایک کا بھی جواب نہ دیتیں۔ الٹا ڈپٹ دیتیں۔

''تجھے اس سے کیا لینا دینا..... اپنے کام سے کام رکھ۔''

''ارے، مجھے کیوں لینا دینا نہیں..... وہ میری ہونے والی اکلوتی نند ہے آخر۔'' وہ کچھ، کچھ منہ بناتی اور کچھ، کچھ اٹھلاتی۔

اور اماں منہ کھولے اسے تکنے لگتیں۔

''حیا کر کچھ..... یوں منہ پھاڑ کر کیا ہونے والی سسرال کا ذکر کرتے ہیں؟''

''تو کیا منہ بند کر کے مالا جپتی رہوں سسرال کی۔'' اور وہ برے، برے منہ بناتی بھائی کے سر ہوئی۔

یہ تیری ہے

اس نے کہا تھا

کسی دن تم سے ملنے پر
کہا تھا نظم لکھوں گا
تمہارے نرم بالوں پر
تمہارے شوخ گالوں پر
تمہاری مست آنکھوں پر
تمہاری مسکراہٹ پر
تیرے قدموں کی آہٹ پر
تیرے ہونٹوں کی نرمی پر
تیری سانسوں کی گرمی پر
تیرے ہاتھوں کے کنگن پر
تیری پائل کی چھن، چھن پر
تیرے رکنے پہ، چلنے پر
کسی دن تجھ سے ملنے پر
کہا تھا نظم لکھوں گا
تو اب وہ جب بھی ملتی ہے
یہی کہتی ہے دھیرے سے
وہ میری نظم لائے ہو
یا پھر سے بھول آئے ہو
مجھے تب یاد آتا ہے
مجھے اِک نظم لکھنی ہے
اسی کی خوش بیانی پر
اسی کی مست جوانی پر
مجھے اِک نظم لکھنی تھی
مجھے اِک نظم لکھنی تھی
مگر اے ہم نشیں میرے
لکھوں کیا میں بتا دے یہ
کہ تیرے ہاتھ میں تو اب
یہ کس وعدے کی مہندی ہے
تیرے ماتھے پہ اے ہم دم
یہ کس کے نام کی بندیا
چمکتی ہے دمکتی ہے

کاوش: مہوش جواد، چوک اعظم، لیہ

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کیسی ہے میری نند.....؟ دکھنے میں کیسی ہے؟ دبلی پتلی خوب صورت سی ہے یا موٹی، بھدی، بدصورت سی؟"

"انسان ہے اور کیسی ہونا ہے؟" بھائی بھی اماں کی طرح گول مول جواب دے کر چلتا بنا۔

"آخر کوئی مجھے میری نند کے متعلق بتاتا کیوں نہیں؟ میں ملنا چاہتی ہوں اس سے۔" وہ دوسرے بھائی کے سر ہوئی۔ وہ اب اونچا، اونچا بول رہی تھی۔ سنانا اماں کو مقصود تھا۔

بھائی سب کے سب گونگے بنے اماں کو تکنے لگے اور اماں جیسے بہری بن کر مستقل اپنے کام میں مصروف رہتیں۔

"اماں اسے بتادیں۔" چھوٹا رضوان دبے، دبے لفظوں میں بولا۔

"کیا بتانا ہے مجھے.....؟ اماں کیا چھپا رہی ہیں مجھ سے؟ سچ، سچ بتادیں مجھے..... کہیں وہ کوڑھ کی مریض تو نہیں..... ٹی بی تو نہیں، کھانس، کھانس کر جراثیم پھیلانے والی..... خون تو نہیں تھوکتی؟" اور اماں نے اشتعال میں آکر ہاتھ میں پکڑا تکیہ اسے دے مارا۔

"کوئی شرم حیا ہے یا نہیں..... زبان کیسی قینچی کی طرح چلتی ہے۔"

"قینچی کی طرح چلے یا چھری کی طرح مجھے سب سچ بتائیں۔" وہ ٹلنے والوں میں سے نہ تھی اور اماں کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا بتائیں اور کیا چھپائیں۔ سو گلا کھنکھارتے ہوئے تمہید باندھی۔

"دیکھو رخشی اللہ کا خوف کھانا اس بچی کے معاملے میں..... بڑی بے ضرر سی ہے وہ۔ بس ذہن صحیح کام نہیں کرتا ہے۔"

"ہائے میں مرجاؤں..... پاگل ہے۔" وہ اچھل پڑی اور منہ پیٹ لیا۔

"پاگل نہیں ہے وہ..... بس ذہنی کمزوری ہے۔" اماں کا دل ہی دہل کر رہ گیا سو فوراً تصحیح کی۔

"پاگل ہی ہوئی اماں..... آپ نے مجھے پاگلوں کے گھرانے میں دے دیا۔ اُف میرے خدا..... اماں آپ میری سگی ماں ہی ہیں ناں.....؟" اور اماں دل تھامے اس کی موشگافیاں سنتی رہ گئیں۔ بھائی بھی سب خاموش تھے..... کبھی بات دل کو لگتی، کبھی دل سے اترتی۔

پھر روز، روز ہنگامہ ہونے لگا..... رخشی چاہتی تھی کہ رشتے سے انکار کردیا جائے مگر اماں ماننے کو تیار نہ تھیں اور بھائی بھی اماں کے ہم خیال بن چکے تھے اس بار.....

"ہیرا لڑکا ہے..... راج کرے گی میری دھی رانی۔" اماں پیار سے پچکارتیں اور وہ ہتھے سے اکھڑ جاتی۔

"ہیرے کے ساتھ جو پتھر ملیں گے ان سے سر ٹکرا، ٹکرا کر جب مرجاؤں گی تو ہی سکون ملے گا۔" وہ بھاں، بھاں کر کے رونے لگ جاتی۔

مگر وہ اماں کو نہ منا سکی اور اب بیاہ کر عزیز کمال کے ہمراہ اس کے گھر چلی آئی تھی۔

☆☆☆

اگلے روز جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کے بیڈ کی پائنتی سے سر ٹکائے لال آنکھیں اور ملگجے حلیے میں وہ اسے دیکھ رہی تھی..... سوتی جاگتی سی رخشی کا خوف کے مارے برا حال تھا سو چیختی ہوئی باہر کی جانب بھاگی۔ اور چیخ، چیخ کر سارا گھر سر پر اٹھالیا تھا۔

اماں اور دیگر عزیز بھی شور سن کر باہر نکل آئے۔

"وہ..... وہ پاگل میرے کمرے میں ہے، مجھے مارنے آئی ہے۔" وہ ساس کے پیچھے چھپی ہراساں سی عزیز کو بتانے لگی۔ ثریا بیگم کے دل کو اس کی بات چھید گئی۔ مگر وہ سہہ گئیں۔

"رخشی وہ پاگل نہیں ہے۔" عزیز کو برا لگا تھا سو صاف کہہ گیا۔

"میں کچھ نہیں جانتی، اسے میرے کمرے سے

باہر کریں اور مجھے ابھی کے ابھی اماں کے گھر چھوڑ کر آئیں..... میں اس گھر میں ایک پل کے لیے بھی نہیں ٹھہر سکتی۔" وہی بچپنا، وہی ضد.....

عزیز کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا مگر اماں نے بات سنبھال لی۔

"ہاں بیٹا اسے آج اماں کے گھر چھوڑ آؤ..... دو دن وہیں رہ لے، ولیمے والے روز واپس لے آنا۔" معاملہ فہم خاتون تھیں ثریا بیگم سو بیٹے کو طریقے سے سمجھایا اور ان کے کمرے میں جا کر بیٹی کو باہر نکال لائیں۔

"اماں..... بھابی ہے میری بھابی ہے....." وہ رخشی کی جانب دیکھ کر اشارہ کرتی اماں کو سمجھانے لگی۔ رخشی اسے باہر نکلتا دیکھ کر عزیز کی اوٹ میں ہوگئی اور کندھے سے جھانک، جھانک کر اسے تکنے لگی۔

"بھابی ہے مگر منع کیا تھا ناں کہ بھابی کے کمرے میں نہیں جانا پھر کیوں گئی؟" اماں کچھ، کچھ روٹھی سی ناصحانہ انداز میں مخاطب تھیں۔

"میری بھابی ہے۔" وہ ایک ہی گردان لگائے ہوئے تھی۔ جیسے اماں کو سمجھانے کی کوشش کر رہی ہو اور اماں اتنی سمجھدار ہو کر بھی ناسمجھ بن رہی تھیں۔ اماں اسے گھسیٹ کر اپنے کمرے میں لے گئیں۔ رخشی اس روز عزیز کے ہمراہ اپنی اماں کے گھر چلی آئی تھی اور گھر پہنچتے ہی ایک ہنگامہ برپا کردیا تھا۔ اس کی اماں سمجھا، سمجھا کر تھک گئیں مگر اس کے پلے کچھ نہ پڑا۔

ولیمے سے ایک روز قبل ہی ثریا بیگم اس سے ملنے آئی تھیں کمر ابند کیا اور اسے سمجھانے لگیں۔

"ہم نے بخت سے متعلق کچھ بھی تمہارے گھر والوں سے نہیں چھپایا بیٹا..... شادی بیاہ کے معاملات میں کچھ چھپانا بددیانتی ہے اور ہم بددیانت نہیں۔ اس کی حالت کی ذمے دار نہ وہ خود ہے اور نہ ہم..... اللہ کی طرف سے آزمائش ہے سو کاٹ رہے ہیں۔ وہ قطعاً بے ضرر ہے۔ کبھی کسی کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں دیا۔ اللہ کی خاطر اسے برداشت کرلو..... اللہ پاک اس کے بدلے تمہاری مشکلات دور فرمادے گا....." وہ ملتجیانہ لہجے میں کہہ رہی تھیں۔ "اور جہاں تک گھر چھوڑ کر میکے بیٹھ جانے کا سوال ہے تو بیٹا اچھی بچیاں اپنا گھر اتنی معمولی سی باتوں پر تو کیا بڑی، بڑی باتوں پر نہیں چھوڑا کرتیں..... اس گھر کی اصل مالکن تم ہو..... عزیز کی نہیں تمہاری ماں بن کر سمجھا رہی ہوں..... ابھی تم نئی نویلی دلہن ہو سو میاں ناز برداریاں اٹھائے گا مگر وقت گزرنے کے ساتھ، ساتھ مرد کا دل ایسی حرکات سے اوبنے لگتا ہے سو بچی تمہیں خود سے ہی محتاط ہونا پڑے گا۔"

نہ جانے ان کی باتوں میں کیا جادو تھا کہ حرف بہ حرف دل پر ثبت ہوتا گیا اور وہ اس روز ثریا بیگم کے ہمراہ اپنے گھر جانے پر آمادہ ہوگئی۔

"پہلے تو مان کر نہ دے رہی تھیں تم؟" اماں حیران تھیں۔

"بس تو اب مان گئی ناں..... آپ خوش ہوجائیں۔" وہ اپنا سامان سمیٹ رہی تھی۔

"ایسا کیا کہا ہے ساس اماں نے؟" وہ دل ہی دل میں خوش بھی تھیں کہ بیٹی اپنی رضامندی سے واپس گھر جارہی ہے۔

"بس کچھ کہہ دیا ایسا....." وہ مطمئن سی تھی اور اسی لیے اماں بھی مطمئن تھیں۔

☆☆☆

ثریا بیگم کے ہاں عزیز کمال کی پیدائش کے آٹھ سال بعد بیٹی کی پیدائش ہوئی تھی جس کا نام خوش بخت رکھا گیا۔ اس کی پیدائش کے دو ماہ بعد ہی ثریا بیگم کے میاں کا انتقال ہوگیا اور تبھی سے خاندان بھر نے اسے بدبخت قرار دیا جو پیدا ہوتے ہی باپ کو

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نگل گئی۔

''ہے ہی منحوس..... میرے بھائی کو کھا گئی۔'' پھپھو منہ بھر، بھر کر اسے کوسنے دے رہی تھیں..... اس بچی کو جو ابھی ٹھیک سے ماں کو نہ پہنچانتی تھی جو دودھ کے علاوہ کچھ کھاتی پیتی نہیں تھی۔ وہ سالم باپ کو کھا گئی۔

''ایسے تو مت کہیں آپا.....'' ثریا نے تڑپ کر بیٹی کو سینے سے لگالیا۔

''ارے پوت کے پاؤں پالنے میں دکھ جاتے ہیں..... منحوس ماری ہے یہ..... ساری زندگی نگلتی رہے گی اوروں کی خوشیاں.....''

ثریا بیگم بیوگی کا دکھ بھول کر اپنی بچی کے دکھ میں گھلنے لگیں جو خاندان بھر میں منحوس اور نابکار ٹھہرائی جا چکی تھی۔

پھر اس خوش بخت کو سوا تین سال کی عمر میں جا کر ایسا بخار چڑھا کہ دماغی کمزوری کا سبب بن گیا..... بہتیرا علاج کرایا مگر افاقہ نہیں ہوا..... جسمانی نشوونما ہوتی رہی مگر ذہنی نشوونما رک گئی۔ سولہ سال کی لڑکی ہو کر بھی وہ چھ سال کی بچی ہی رہی۔

جہاں ثریا بیگم بٹھا جاتیں وہیں بیٹھی رہتی..... منہ سے بچوں کی طرح آوازیں نکالتی، تالیاں مار، مار کر ہنستی اور قہقہوں پہ قہقہے لگاتی جاتی۔ اور ثریا بیگم اسے دیکھ، دیکھ کر روتی جاتیں جو اپنے حال سے بے حال تھی۔

سب آتے جاتے یہی کہتے رہتے کہ کیا فائدہ ہے اس کی زندگی کا..... بے فائدہ نہ ہو تو اور وہ خوش بخت سے تو بد بخت بنی اور پھر بے فیدی..... وقت کے ساتھ، ساتھ لوگ بھول ہی گئے کہ اس کا نام خوش بخت رکھا گیا تھا یاد تھا تو صرف بے فیدی.....

ثریا بیگم سوچ، سوچ کر تھک جاتیں کہ کیا..... بے فائدہ اولاد عطا کردی ہے اور پھر اللہ سے شکوہ کرنے لگتیں کہ کیسی آزمائش میں مبتلا کردیا مجھ بیوہ کو۔

ایک روز اسے اٹھا کر سامنے کھیتوں کی جانب لے گئیں جہاں ایک زہریلی بوٹی جمی ہوئی تھی..... اسے کھلا کر آزمائش سے نجات چاہتی تھیں مگر وہاں پہنچ کر دیکھا تو بوٹی سرے سے غائب تھی۔ حالانکہ کل ہی وہ جب بکری باندھنے آئی تھیں تو اس طرف سے گزرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اسے دیکھتے ہی انہیں یہ خیال آیا تھا۔

''کم بخت کو موت بھی قبول کرنے سے انکاری ہے۔'' گود میں اٹھائی، رال ٹپکاتی بچی کو لے کر گھر واپس لوٹ آئیں۔ شام کو بکری کو کھولنے کھیتوں کی طرف گئیں تو بوٹی وہیں موجود تھی۔ دل کانپ گیا.....

''مولا یہ کیا ماجرا تھا؟'' نظر اٹھا کر آسمان کو تکا۔

''مولا تیرے رنگ..... تو اس کی زندگی چاہتا ہے، اس بے فیدی کی..... پھر میں کون ہوتی ہوں اس کی موت کی خواہش کرنے والی۔'' اس دن سے وہ خوش بخت کا بہت خیال رکھنے لگیں۔

جب وہ پورے گیارہ برس کی ہوئی تو کسی طاق رات میں صحن میں جا کر کھڑی ہوگئی..... اماں اور بھائی عبادت میں مشغول اور وہ اکیلی نہ جانے کون سے اسرار جاننے صحن کے بیچوں بیچ جا کھڑی ہوئی..... صحن چیخوں سے گونج اٹھا اور وہ غش کھا کر وہیں گر پڑی۔ اس روز کے بعد سے اسے ایسی چپ لگی کہ اماں بلا، بلا کر تھک جاتیں مگر وہ نہ اب قہقہے لگاتی، نہ تالیاں بجاتی..... بس یک ٹک آسمان کو تکا کرتی..... یا آنکھیں موندے بیٹھی رہتی اور نہ جانے زیرِ لب کیا، کیا پڑھتی رہتی۔

کہنے والے کہتے کہ اس نے شبِ قدر پائی ہے، اللہ کے بہت سے رازوں کو پایا ہے تبھی ایسی حالت ہوگئی۔

پھر عورتیں اس کے پاس آکر بیٹھتیں اور مدعا بیان کرتی جاتیں ..... دعائیں کروانے آتیں..... کسی کے گھر والے کی نوکری نہیں تھی تو کسی کی اولاد

نہیں تھی..... کسی کے بچوں کے رشتے کا مسئلہ تو کسی کو محبت کا.....

وہ سنتی رہتی اور خاموش رہتی، عورتیں ہاتھ جوڑ، جوڑ کر تھک جاتیں کہ کوئی دعا دے ڈالِ اور لوٹ جاتیں، کبھی جو موج میں ہوتی دھڑا دھڑ دعائیں دیے جاتی اور قبول کرنے والے نے بھی جیسے عہد کر رکھا تھا ... اس سے کہ جو مانگے گی ملے گا..... اور مانگنے والی نے مجال ہے جو خود کے لیے کبھی نمک کا ذرہ بھی مانگا ہو..... اس کی خود کی کوئی چاہت نہ تھی..... وہ تو بس دوسروں کی چاہتیں پوری کرنے کو ہاتھ اٹھاتی تھی..... مستجاب الدعوات میں چنا گیا تھا اسے۔

پھر عورتیں.... عقیدت سے ہاتھ چومنے کی کوشش کرتیں..... وہ انہیں پیچھے ہٹا دیتی..... اسے یہ حرکت پسند نہیں آتی تھی۔

''میرے میاں کی نوکری لگ گئی تیری دعا سے خوش بخت.....''

''بخت والی دھی ہے تیری ثریا..... اس کے ہاتھ اٹھانے کی دیر تھی جیسے میری بچی کے نصیب کھل گئے۔ بڑی اچھی جگہ بات پکی ہوئی ہے۔''

اور وہ بے فیدی سے خوش بخت بن گئی تھی۔ ثریا بیگم اسے دیکھتی رہ جاتیں کہ وہ جو بے فیدی تھی اللہ اس کی دعاؤں سے کیسے لوگوں کو فیضیاب کر رہا تھا..... بندہ، بندہ گواہ تھا کہ کبھی اس نے کسی کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی نہ تنگ کیا۔

☆☆☆

رخشی سارا دن گھر کے کام کاج میں جتی رہتی اور کن انکھیوں سے اسے آتے جاتے دیکھتی جو صحن کی دیوار سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے کچھ بڑبڑاتی رہتی یا پھر زمین پر آڑھی ترچھی نادیدہ لکیریں کھینچتی رہتی۔ اور نظر اٹھا کر بھی اِدھر اُدھر نہ دیکھتی۔ آہستہ، آہستہ رخشی کا خوف جاتا رہا۔

اس دن کے بعد سے نہ وہ اس کے کمرے کی طرف گئی تھی اور نہ اسے مخاطب کیا۔ بس کبھی کبھار اسے گھورتی اور پھر سر جھٹک دیتی..... یقیناً ثریا بیگم نے بہت طریقے سے سمجھایا تھا اور وہ طریقے سے سمجھ بھی گئی تھی..... نہ اس نے کبھی رخشی کو کسی قسم کی شکایت کا موقع دیا اور نہ ہی رخشی کو کبھی اس سے شکایت ہوئی۔

''بے فیدی اب کبھی اس طرف نہیں آئی اور نہ اس نے مجھے کبھی بلایا ہے۔'' اس روز رات میں وہ یونہی باتوں، باتوں میں عزیز سے کہہ بیٹھی۔ کافی دنوں سے دل میں دبا کر بیٹھی تھی اب اظہار کر ہی ڈالا۔

''جانور بھی محبت کی زبان سمجھتا ہے، وہ تو پھر انسان ہے۔'' اس کا لہجہ نرم تھا سو وہ ہضم کر گئی۔ البتہ مطلب خوب سمجھ گئی تھی۔

''اور سنو، اسے بے فیدی مت بلایا کرو..... اس کا نام خوش بخت ہے۔'' عزیز، بہن کے معاملے میں اماں سے زیادہ حساس ثابت ہوا تھا۔

''ساری دنیا اسے بے فیدی ہی کہتی ہے، ایک میں نے کہہ دیا تو کیا ہوا؟'' اب کی بار اسے اچھا نہیں لگا تھا سو لہجہ ترش ہوگیا۔

''سب کے منہ میں بند نہیں کرسکتا مگر میرے گھر میں سے کوئی اسے بخت کے علاوہ کچھ نہیں بلائے گا۔'' لہجہ دوٹوک تھا۔ اس نے جواباً بحث سے پرہیز کیا۔

پھر وقت گزرنے کے ساتھ، ساتھ رخشی خود سے اسے مخاطب کرلیتی..... کبھی کھانے کے لیے بلاتی تو کبھی کسی چھوٹے موٹے کام کے لیے..... جواباً وہ بھی دوڑی، دوڑی چلی آتی اور

''میری بھابی ہے۔'' کہتی ہر کام کردیتی۔

رخشی کی شادی کو سال سے اوپر ہوگیا تو ایک روز یونہی وہ خوش بخت کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔

''سن بخت تو سب کے لیے دعا کرتی ہے ناں میرے لیے بھی دعا کردے کہ اللہ میری گود بھردے۔'' اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھے وہ لجاجت

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

بھرے انداز سے کہہ رہی تھی اور وہ آنکھیں موندے بیٹھی رہی..... نہ ہوں، نہ ہاں نہ کوئی دعا.....

''سن رے بے فیدی، مجھے کیوں دعا نہیں دیتی؟'' وہ اس کا گھٹنا زور، زور سے ہلانے لگی۔ جواب جو نہ دیتی تھی۔ وہ کوفت کا شکار ہوگئی۔ تبھی اس نے آنکھیں کھولیں اور اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔ پہلی بار اس کی بھابی اس طرح اس کے قریب فرصت سے آکر بیٹھی تھی۔ ذہنی کمزور سہی مگر سب محسوس ہوتا تھا اسے۔ احساسات سے عاری نہیں تھی وہ۔ حقارت، محبت، دکھ، خوشی، پشیمانی، گریز سب سمجھتی تھی۔

شادی کے ڈیڑھ سال بعد وہ امید سے تھی اور شروع دن سے اس کی طبیعت بگڑی ہی رہتی..... دل اتنا گھبراتا تھا کہ کبھی رات میں اٹھ، اٹھ کر کھڑکیاں کھول کر بیٹھ جاتی کہ کہیں سے تازہ ہوا آئے..... عزیز شور کرتا.....

''ٹھنڈ آرہی ہے رخشی..... کھڑکی بند کردو.....'' اور رخشی کا دم اور گھٹنے لگتا پھر وہ دروازہ کھول دیتی اور گہری سانس بھرتی..... کہیں سے تازہ ہوا آئے اور اس کے دل سے بوجھ اڑا کر لے جائے۔

''رخشی مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے، تم باہر چلی جاؤ۔'' اور وہ اٹھ کر باہر آجاتی۔ ساری رات گھر میں چکراتی پھرتی اور ایسے میں وہ بھی اس کی ہم نشیں بن جاتی..... اس کے ساتھ ہی جاگتی رہتی۔ اس لمحے جب اس کا جیون ساتھی بھی ساتھ نہیں نبھا رہا تھا وہ بے فیدی اس کے ساتھ تھی۔

''میری تو حالت ٹھیک نہیں ہے جھلی..... تو کیوں جاگتی ہے پوری رات؟''

اور وہ خاموشی سے بھابی کے سامنے آلتی پالتی مارے بیٹھی رہتی، یک ٹک نظریں انہی پر جمائے رکھتی۔

کبھی رات کو اس کا جی متلانے لگتا تو وہ جھٹ پٹ پانی لے آتی۔ اس کی کمر سہلانے لگتی..... اور ایسا کرتے وہ سمجھداری سولہ سال خوش بخت لگتی..... کون کہہ سکتا تھا کہ اس کی ذہنی بالیدگی رک گئی ہے۔ وہ بعض اوقات خود حیران رہ جاتی۔

اور اگلے روز وہ اسے پھر سے وہی بے فیدی لگتی جسے نہ اپنا ہوش ہوتا نہ اردگرد کا..... عالم فانی اور لافانی کے مدھ میں معلق کسی ثقات کے مانند.....

☆☆☆

جس روز اسے اسپتال لے کر جایا جارہا تھا..... اس نے خوش بخت کو نہ جانے کیا پڑھ، پڑھ کر خود پر پھونکتے دیکھا۔

''دعا کرنا میرے لیے.....'' اس نے جاتے، جاتے دروازے کے ساتھ لگی نند سے استدعا کی جس نے سر ہلا دیا گویا سب سمجھ رہی ہو۔ جب وہ واپس آئی تو اس کی گود میں ننھی منی سی پری تھی.....

''دیکھ بخت تیری منی.....'' ثریا بیگم نے ننھی گڑیا کو اس کی جانب بڑھایا مگر وہ دروازے میں کھڑی اسے دیکھنے کے بجائے بھابی کو دیکھتی رہی۔ وہ پہلے روز کے بعد سے کبھی اس کے کمرے میں نہ آئی تھی۔

''آجا بخت..... منی کو اٹھائے گی نہیں؟ تو پھپو ہے اس کی۔'' رخشی ذرا سا مسکرائی تو وہ دوڑ کر لپکی اور ثریا کے ہاتھ سے اسے جھپٹ کر دیوانہ وار چومنے لگی۔

''میری منی ہے۔'' وہ پیار کرتی جاتی اور اماں روتی جاتیں۔

''میں پھپو..... میں پھپو اماں۔'' ثریا بیگم نم آنکھوں سے سر اثبات میں ہلاتیں اس کی تصدیق کرتی رہیں۔

''رخشی اللہ تجھے اجر دے۔'' اس کے سر پر ہاتھ دھرتے، وہ کمرے سے باہر نکل گئیں۔ اس دن سے جیسے انہیں یقین ہوگیا تھا کہ اب بھابی، نند کو سنبھال لے گی سو دو ہفتے بعد ہی وہ خاموشی سے مٹی کی چادر اوڑھ کر سونے چل دیں۔

ثریا بیگم کی وفات پر رخشی نے پہلی بار خوش بخت

کو دیواروں، درختوں سے لپٹ، لپٹ کر روتے دیکھا تھا..... شادی کے قریباً ڈھائی سال بعد اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ رونا بھی جانتی ہے جو، جو خواتین تعزیت کے لیے آتی گئیں، وہ ان میں سے کسی کے گلے نہ لگی نہ ہی روئی..... اس کے ہم نوا اور ہمدرد درخت اور دیوار تھے جن سے سارا سال وہ لپٹی رہتی۔

''ماسی کیا واقعی بخت نے شبِ قدر پائی ہے؟'' وہ ماسی عظمت سے سرگوشی میں بات کرتے، کرتے اچانک پوچھ بیٹھی۔ ماسی بڑی اللہ لوک بندی تھیں..... گہری سانس بھری اور بخت پر نظریں جمادیں۔

''یہ تو مولا کے رنگ ہیں..... اس کی رمزیں ہیں جو وہ کسی، کسی پر کھولتا ہے، کون اس کا رمز آشنا ہے وہی جانے..... پر ایک بات ہے کہ اللہ نے ایک طرف سے کمی رکھی تو دوسری طرف سے بڑا عطا بھی کیا ہے..... اب ہم جیسے بندے کہاں سمجھ سکتے ہیں ایسی باتیں۔'' ماسی اتنا کچھ سمجھ کر بھی کیسی ناسمجھ عاجز بن گئی۔

رخشی سر ہلاتی رہ گئی۔ وہ واقعتاً نہ سمجھی تھی۔

ثریا بیگم کی وفات کے بعد سے خوش بخت پھر سے بے فیدی بن گئی..... عورتوں کا تانتا بندھا رہتا مگر اب وہ ہاتھ نہ اٹھاتی۔ وہ ہاتھ جوڑ، جوڑ کر تھک جاتیں مگر نہ اس کے ہاتھ اٹھتے نہ لب ہلتے.....

''بخت اب کیوں دعائیں نہیں دیتی؟'' وہ اکثر پوچھتی تھی مگر جواب ندارد، وہ بلا، بلا کر تھک جاتی مگر وہ جگہ سے انچ بھر نہ ہلتی۔

اس نے گڑیا کو اٹھانا بھی چھوڑ دیا تھا..... حتیٰ کہ وہ کمرے میں پڑی روتی رہتی مگر وہ اس کے قریب بھی نہ بھٹکتی۔ رخشی اکیلی سارا گھر سنبھال، سنبھال کر ادھ موئی ہوجاتی..... اس سے پہلے ساس نے سارا گھر سنبھال رکھا تھا تو کبھی احساس ہی نہیں ہوا کہ گھر کی اتنی ذمے داریاں بھی ہوتی ہیں۔ پھر گڑیا کی ذمے داری الگ تھی اور بخت ہلنے کو تیار نہیں تھی کہ وہ گڑیا کی ذمے داری ہی اسے سونپ دے۔

اس روز کام کر کر کے اس کا پارہ چڑھا ہوا تھا اور گڑیا نے روبرو کر آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا..... لہٰذا سارا غصہ بخت پر نکال دیا۔

''بے فیدی ہی ہے ناں آخر..... نکمی، ناکارہ..... کسی کام کی نہیں ہے۔ اپنا آپ سنبھال نہیں سکتی مجھے کیا مدد دے گی..... لوگ ٹھیک تجھے بے فیدی کہتے ہیں۔''

اس وقت تو بخت خاموشی سے لب سیے سنتی رہی حتیٰ کہ اس کے وجود میں ہلکی سی جنبش تک نہیں ہوئی مگر شام میں اس نے بخت کو گڑیا کو گود میں لے کر جھلاتے دیکھا اور منہ سے نہ جانے کون سا آسمانی راگ نکل رہا تھا جو اس کی سمجھ سے بالاتر تھا مگر گڑیا اسے سن کر خاموش تھی..... وہ ہولے سے مسکرادی اور صدشکر ادا کیا۔

اس روز کے بعد سے گڑیا کبھی روتی نہ پائی گئی تھی..... بخت نے گویا ماں بن کر اسے سنبھال لیا تھا۔

''نہ جانے کون سا طلسم پھونکتی ہے۔'' وہ دل ہی دل میں مسکراتے ہوئے پھپھو، بھتیجی کو آپس میں باتیں کرتے دیکھتی..... باتیں کرنے والی تین سالہ دماغ کی حامل خوش بخت اور باتیں سننے والی تین ماہ کی نیناں..... بہرحال وہ بیٹی کی طرف سے مطمئن ہو کر اپنا کام کرتی رہتی۔

☆☆☆

''کبھی، کبھی مجھے بخت کی سمجھ نہیں آتی۔'' وہ نیناں کو لٹا کر مالش کررہی تھی اور جواباً وہ قلقاریاں مار رہی تھی۔

''اب کیا، کیا اس نے؟'' عزیز بیڈ پر لیٹا اخبار پڑھ رہا تھا۔

''کبھی کبھار تو ایسی بن جاتی ہے جیسے بہری ہے اور گونگی بھی..... نہ سن رہی ہے اور نہ جواب دے گی.....'' عزیز مسکرادیا۔ ''اور کبھی ایسی سیانی بن جاتی ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ کسی سو سولہ بڑھیا کی روح حلول کرگئی ہے اس میں..... سب سمجھتی ہے جو سمجھاؤ

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ بھی اور جو نہ سمجھاؤ وہ بھی..... اب دیکھیں گڑیا کو اتنا اچھے سے سنبھال لیتی ہے کہ میں بے فکر ہو جاتی ہوں اس کی طرف سے..... جس لڑکی کو اماں کبھی کبھار کھانا اپنے ہاتھوں سے کھلاتی تھیں آج وہ سیانی بن کر گڑیا کو کھلا رہی ہوتی ہے۔'' عزیز مسکراتا رہا۔

''بس رخشی اس کا کبھی دل نہ دکھانا..... اس نے کبھی کسی کا دل نہیں دکھایا..... وہ بے ضرر ہے یاد رکھنا۔ اماں اسے ہمارے ذمے ڈال کر گئی ہیں سو اس کا بہت خیال رکھنا۔'' وہ نیناں کی مالش کرتے ہوئے سر ہلاتی جا رہی تھی۔ عزیز کی باتوں کو اس وقت پلو سے باندھ لیا تھا..... یہ سوچے بغیر کہ ان باتوں کو تو ہمیشہ ہی پلو سے بندھا رہنا چاہیے۔

☆☆☆

نیناں فطری طور پر بخت سے بے حد مانوس تھی..... بخت اسے کھلاتی پلاتی بھی خود تھی اور سارا دن اس کے ساتھ کھیلتی بھی رہتی۔

''دیکھا کیسے اللہ نے تیری مشکلات اس کے ذریعے حل کیں جس سے تو چڑتی تھی۔'' اماں جب بھی اس سے ملنے آتیں بخت کو دیکھ، دیکھ کر رخشی کو ضرور احساس دلاتیں اور وہ خاموش رہتی مگر دل میں اقرار ضرور کرتی تھی۔

اس روز محلے سے ہی ایک خاتون نیاز کے چاول دینے آئی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر کے لیے وہ اندر آ کر بیٹھ گئیں۔

''رخشی ہوش کے ناخن لو، تم نے بچی کو اس کے حوالے کر رکھا ہے۔'' رخشی ان کی بات پر ذرا کی ذرا مسکرا دی۔

''نہیں باجی..... جیسا سب سمجھتے ہیں ویسا نہیں ہے، بخت کسی کو نقصان نہیں دیتی اور گڑیا کا تو اتنا خیال کرتی ہے کہ شاید میں بھی نہیں کر سکوں۔'' اس نے محبت پاش نظروں سے نند کی گود میں چڑھی بیٹی کو دیکھا۔

''لاکھ بے ضرر سہی مگر ہے تو یہ پاگل ناں..... حرکات دیکھو اس کی..... تمہاری بچی اب بڑی ہو رہی ہے جو یہ کرے گی، گڑیا بھی اس کی پیروی کرے گی..... جنگلی، گنوار بنانا ہے کیا بچی کو جو اس پاگل کے سپرد کر رکھا ہے۔ خدمت اچھی شے ہے، تم ضرور اس کی کرو..... اجر ملے گا مگر بچی کو اس کے سائے سے بھی دور رکھو..... ایک تو پاگل کا کوئی بھروسا نہیں ہوتا، کب بگڑ ہی جائیں اور دوسرے بچی کی عادات بگڑ جائیں گی..... خود تو بے فیدی ہے، بچی پر تو اثر نہ ڈالے۔''

رخشی کے پلو سے بندھی باتیں ایک، ایک کر کے کھلنے لگیں اور نئی گانٹھیں بندھنے لگیں۔ اس نے عزیز کو بتائے بغیر ہی نیناں کو بخت سے دور رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔

اب جب بھی بخت کھیلنے کے لیے اس کے کمرے کی جانب جانے لگتی رخشی ٹوک دیتی..... کوئی نہ کوئی بہانہ گھڑ لیتی۔

''وہ سو رہی ہے۔'' بخت تھم جاتی۔

''وہ کارٹون دیکھ رہی ہے، تم بعد میں آنا۔'' وہ لوٹ آتی۔

''ابھی اس کے نہانے کا وقت ہے۔'' وہ خاموشی سے وہیں ٹک جاتی۔

اور چھوٹی سی نیناں نہ جانے کتنے کاموں میں مصروف ہو گئی کہ بخت اس سے مل نہ سکی۔

ثریا بیگم کہتی تھیں وہ بڑی سیانی ہے، سب سمجھتی ہے..... اور وہ واقعی سمجھ گئی تھی کہ اب اسے گڑیا کے پاس نہیں جانا، اس سے دور رہنا ہے، بھلے وہ خود سے ہی کیوں نہ اس کی جانب بڑھے، بھلے وہ روتی رہے، اب اسے گڑیا کے قریب نہیں جانا۔ اس نے بھابی کی اجازت پر پہلی بار گڑیا کو گود میں بھر کر اپنایا تھا..... اب وہ بھابی کے کہنے پر ہی اسے گود سے اتار کر پرایا کر رہی تھی۔ گڑیا اب اس کی جانب ہمکتی تو رخشی روک لیتی، رخشی اِدھر اُدھر ہوتی تو وہ خود بخود گڑیا کی نظروں سے اوجھل ہو کر کھسک لیتی۔

وہ جسے سب بے فیدی کہتے تھے۔ موقع برمحل اس سے فائدہ بھی حاصل کرنا جانتے تھے۔ بھابی نے بھی شاید یہی کیا تھا ہمیشہ سے۔

☆☆☆

ایک روز گھر پر عزیز کے چند دوست مدعو تھے اور رخشی صبح سے باورچی خانے میں مصروف تھی..... گھر کی صفائی کے لیے کام والی ماسی آنے لگی تھی سو ایک طرف سے فکر کم ہوئی..... جاتے، جاتے ماسی بڑا گیٹ چوپٹ کر گئی اور رخشی بے خبر سی باورچی خانے میں ہی لگی رہی۔

نیناں کھیلتے، کھیلتے گیٹ کی طرف جا نکلی اور بلی کے پیچھے بھاگتے، بھاگتے گیٹ سے باہر..... خوش بخت جو بظاہر اس سے بے خبر رہتی مگر چھپ، چھپ کر اس پر ایک چور نظر ڈال لیتی، سیڑھیوں پر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے سر گھما، گھما کر بھابی کو تلاشا اور پھر پھرتی سے باہر کو لپکی۔

رخشی کو جب کاموں سے فرصت ملی تو بیٹی کا ہوش آیا اور پھر پورا گھر چھان مارا مگر نہ تو نیناں گھر پر تھی اور نہ بخت.....

''ہائے میرے ربا..... کدھر لے گئی وہ میری بچی کو.....'' دل تھام کر گیٹ کی جانب بھاگی جو کھلا پڑا تھا۔

''بے فیدی..... کدھر مر گئی، ربا میری بچی۔''

اڑوس پڑوس میں سب سے پوچھ لیا مگر کہیں کسی کو کوئی خیر خبر نہ تھی۔ وہ بھاگتی، بھاگتی بڑے میدان کی طرف جا نکلی تو سامنے سے ایک شخص گود میں بچی لیے آ رہا تھا۔ نیناں کو دیکھتے ہی بھل، بھل آنسو گرنے لگے۔

''سامنے جو بڑا گٹر ہے ناں اس کا ڈھکن ٹوٹا ہوا ہے..... یہ بلی کے پیچھے بھاگتی، بھاگتی وہاں تک جا پہنچی تھی اور گرتے، گرتے بچی ہے۔ وہ دور جو پاگل بیٹھی ہے اس نے اسے بچایا۔ وہ اس کے پیچھے دوڑی آئی خود وہ بھی آدھی ڈھے ہی گئی تھی..... بس اللہ نے کرم کیا اس پر کہ وہاں سے ہم گزر رہے تھے تو اسے باہر کھینچ لیا۔'' اس نے دور بیٹھی بخت کی جانب اشارہ کیا جو اپنی کہنی اور گھٹنے سہلا رہی تھی اور منہ سے آوازیں نکال رہی تھی جیسے شدید درد میں مبتلا ہو مگر کوئی اس کے زخم سہلانے والا تھا نہ ہی مرہم لگانے والا۔

''صحیح کہا بھائی صاحب..... اس پر اللہ ہمیشہ ہی کرم کرتا آیا ہے۔'' رخشی، گڑیا کو اٹھائے، اٹھائے اس کی طرف دوڑی..... اس کے قریب پہنچ کر گھٹنوں کے بل ڈھے گئی۔

بخت اسے اپنے زخم دکھا رہی تھی مگر زخموں کی وجہ چھپا گئی۔ رخشی روتی جاتی تھی اور اس کے زخمی ہاتھوں کو چومتی جاتی تھی۔

''معاف کر دے مجھے بخت..... اللہ کے لیے مجھے معاف کر دے۔'' بخت حیران پریشان سی روتی بلکتی بھابی کو تکتی رہی اور اپنا درد بھول گئی۔

''اماں آپ ٹھیک کہتی تھیں اللہ اس کے ذریعے سے میری مشکلات ٹالتا ہے..... اور میں اقرار کرتی ہوں کہ یہ بے فیدی نہیں، ہرگز نہیں..... کوئی انسان کیسے بے فائدہ ہو سکتا ہے۔ اللہ کا بنایا کوئی ذرہ بھی اس کائنات میں بے مصرف نہیں..... اس کی بنائی ہر چیز میں تکمیل ہے۔ بصارت اندھی ہو سکتی ہے، بصیرت نہیں۔''

اس نے روتے، روتے نیناں کو اس کی گود میں دے دیا۔

''یہ لے بخت..... یہ تیری ہے، اس کی جان پر اب مجھ سے کہیں زیادہ تیرا حق ہے۔''

اور بخت اسے گود میں اٹھا کر چٹا چٹ پیار کرنے لگی۔

''میری منی..... میں پھپو.....'' اور رخشی نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

''ہاں، ہاں یہ منی تیری ہی ہے۔''

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY